قابل اطلاع

دستبرداری کی شق:-

''مقامی زبان میں ترجمہ شدہ فیصلہ مدعی کے محدود استعمال کے لیے ہے کہ وہ اسے اپنی زبان میں سمجھے اور اسے کسی اور مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔تمام عملی اور سرکاری مقاصد کے لیے فیصلے کا انگریزی ورژن مستند ہوگا اور عمل درآمد کے مقصد کے لیے میدان کا انعقاد کرے گا۔''

بعدالت عظمیٰ ہندوستان

بااختیارات اپیلات فوجداری

فوجداری اپیل نمبر 237 سال 2022

شامل درخواست خصوصی اجازت برائے اپیل (فوجداری) نمبر 9031 سال 2021

وحید الرحمٰن پارہ (اپیلانٹ)

بنام

یوٹی آف جموں وکشمیر (جواب دہندہ)

فیصلہ

سنجے کشن کول، جے

موجودہ اپیل میں طلب نکتہ یہ ہے کہ آیا بعض گواہوں کو فوجداری طریقہ کار 1973 کی دفعہ 173 کی ذیلی دفعہ (6) اور غیر قانونی سرگرمیاں ایکٹ 1967 کی دفعہ 44 کے تحت اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ٹرائیل کورٹ کے ذریعے محفوظ گواہ قرار دیا گیا ہے اور کیا دفاعی فریق سی، آر، پی سی کی دفعہ 207 اور دفعہ 161 کے تحت ان محفوظ گواہوں کے دوبارہ بیان کردہ بیانات کی کاپیاں حاصل کرنے کے لئے اس علاج کا سہارا لے سکتا ہے۔

پس منظر

(2) ایک ایف آئی آر نمبر 5/2020 زیر دفعات 38,20,19,18 اور 39 یو اے پی اے ریڈ وید 7/25 آرمز ایکٹ 1959 اور ای ایس ایکٹ کی دفعہ 3/4 کے تحت 11-01-2020 کو سید نوید مشتاق وغیرہ کے خلاف تھانہ قاضی گنڈ میں درج کیا گیا تھا۔اس یف آئی آر کے تحقیقات این، آئی، اے نے این آئی اے ایکٹ کی دفعہ (6) ذیلی دفعہ 4 ریڈ وید دفعہ (8) کے تحت لیتے ہوئے دوبارہ ایف آئی آر نمبر

RC/01/2020/NIA/JMU 17-01-2020 کو درج کی۔ اپیل کنندہ کو مذکورہ ایف آئی آر میں 25-11-2020 کو گرفتار کیا گیا تھا اور این آئی اے نے اس ایف آئی آر میں دوسری ضمنی چارج شیٹ 3rd ایڈیشن سیشن جج، جموں جو کہ این آئی اے ایکٹ کے تحت ایک سپیشل جج قرار دیا گیا ہے اُس کی عدالت میں 22-3-2021 کو دائر کیا۔ جس میں اپیل کنندہ کو مجرم نمبر 11 کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا۔

(3) مدعا علیہ نے 12-12-2020 کو یو اے پی اے (UAPA) کی دفعہ 39,38,18,17,13 اور 40 ریڈ وید تعزیرات ہند 1860 کی دفعہ 120-B ,121-A، 121 اور 124-A کے تحت ایف آئی آر نمبر 31/2020 تھانہ سی آئی کے میں جرج کیا جس میں اپیل کنندہ کا نام شامل نہیں تھا۔ این آئی اے کی چارج شیٹ میں لگائے گئے الزامات اور شواہد کی اسی بنیاد پر مدعا علیہ نے اسپیشل جج (این آئی اے ایکٹ) سرینگر کی کورٹ میں ایف آئی آر نمبر 31/2020 سے پیدا ہونے والے کیس میں ایک اور حتمی رپورٹ/ چارج شیٹ داخل کی جس میں اپیل کنندہ کو واحد ملزم کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔ 20/07/2021 کو اپیل کنندہ کے خلاف الزامات عائد کئے گئے تھے۔

(4) جواب دہندہ نے یو اے پی اے (UAPA) کی دفعہ 44 ریڈ ویدسی آر پی سی کی دفعہ 173(6) کے تحت ایک درخواست ٹرائل کورٹ کے سامنے پیش کی جس میں اس نے پانچ گواہوں کو محفوظ گواہ قرار دینے کی مانگ کی تھی اوراس کے علاوہ اس نے اس درخواست میں کچھ دستاویزات جو کہ DI کے طور پر مارک کئے گئے تھے اُن دستاویزات کو باقی اُن داستاویزات سے خارج کئے جائیں جو داستاویزات ملزم کو فراہم کئے جانے تھے۔ ٹرائیل کورٹ نے 01-06-2021 کے حکم نامے کے تحت مدعا علیہ کی طرف سے دائر کردہ درخواست کو اجازت دی اور اجازت دیتے ہوئے یہ کہا گیا کہ مقدمے کی حساسیت کے پیش نظر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گواہوں اور ان کے اہل خانہ کی جان و مال کو خطرہ ہے۔ نتیجتاً یو۔ اے۔ پی۔ اے کی دفعہ 44 کے دائرہ کار اور مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے استغاثہ کے گواہوں کے بیانات جن کو A1 سے A5 کے طور پر پریشان زد کیا گیا تھا، ان کو ایک بند سیل کو رمین رکھ کر بطور محفوظ گواہ رکھا گیا تھا۔ اس کے علاوہ وہ دستاویزات جن کو D1 کے طور پر نشان زد کیا گیا تھا۔ (جو ایک الگ سیل بند کور میں تھے) اُن دستاویزات کو دیگر دستاویزات سے خارج کر دیا گیا تھا اور اُن کو بھی محفوظ گواہوں کے بیانات کے ساتھ سیل بند کور میں رکھا گیا تھا۔

ٹرائل کورٹ کی کارروائی

(5) اپیل کنندہ نے سی آر پی سی کی دفعہ 207 کے تحت ٹرائل کورٹ میں ایک درخواست دائر کی جس میں اس نے عرض کی کہ اس کو محفوظ گواہوں کے A1 سے A5 تک کے بیانات کی ترمیم شدہ کاپی فراہم کی جائے لیکن جواب دہندگان کی طرف سے اس درخواست کی مخالفت اس بنیاد پر کی گئی کہ مذکورہ درخواست اس وجہ سے نا قابل سماعت تھی کہ آیا اس طرح کے بیانات کی نقول ملزمان کو فراہم کرنی ضرورت ہے یا نہیں، اس کا فیصلہ ٹرائل کورٹ نے پہلے ہی اپنے حکم نامہ مورخہ 01-06-2021 میں بتا دیا تھا۔ یہ دعویٰ کیا گیا کہ سی آر پی سی کی دفعہ 207 سی آر پی سی کی دفعہ 173 سے مشروط/منحصر کرتی تھی اس وجہ سے وہ اس کی جگہ نہیں لے سکتی تھی۔ ملزم کو تمام مواد دینے کا حق جیسا کہ سی آر پی سی کی دفعہ 207 میں تصور کیا گیا تھا۔ اس کو حتمی نہیں مانا جاسکتا جو کہ سی آر پی سی کی دفعہ 207 کی شق (iii) کے پڑھنے سے صاف طور پر واضح تھا۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا کہ سی آر پی سی کی دفعات کے تحت نظر ثانی کا کوئی اختیار نہیں ہے اور اپیل کنندہ کی یہ درخواست 01-06-2021 کے حکم نامے پر نظر ثانی کرنے کے مترادف ہوگی۔

(6) ٹرائل کورٹ نے مورخہ 11-09-2021 کو حکم نامہ کے ذریعے اپیل کنندہ کی درخواست کو اجازت دے دی اور یہ مشاہدہ کیا کہ یو اے پی اے کی دفعہ 207 اور سی آر پی سی کی دفعہ (6) 173 میں یہ صاف واضح تھا کہ استغاثہ کا فرض تھا کہ وہ محفوظ گواہوں کے A1 سے A5 تک کے نشانات والے بیانات کی نقول ملزم کو فراہم کرے تاکہ منصفانہ ٹرائل ہو سکے۔ مزید یہ کہ 01-06-2021 کو ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کیا گیا حکم نامہ مذکورہ بالا دفعات کے تحت ٹرائل کورٹ کے اختیارات کو محدود یا روکتا نہیں تھا۔ یہ بھی رائے دی گئی کہ استغاثہ کی درخواست کا مقصد گواہان A1 سے A5 کو محفوظ گواہ قرار دیتا تھا اور حکم نامہ میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا تھا کہ ملزمان کو ان محفوظ گواہوں کے بیانات کی نقول حاصل کرنے سے روک دیا گیا۔

عدالت عالیہ کی کارروائی:۔

(7) جواب دہندگان نے اس بنیاد پر ہائی کورٹ کے سامنے اپیل کو ترجیح دی کہ مورخہ 11-09-2021 کا حکم نامہ 01-06-2021 کے حکم نامے سے متصادم ہوگا اور اس مقصد کی نفی کرے گا جو پہلے حکم نامے کے لحاظ سے پورا کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ مزید یہ بھی کہا گیا کہ یہ بنیادی طور پر نظر ثانی کا اختیار تھا جسے استعمال کرنے کی کوشش کی گئی تھی، اور یہ طریقہ کار اور دائرہ اختیار کے لحاظ سے ٹرائل کورٹ کے دائرہ اختیار میں نہیں تھا۔ دوسری جانب

اپیل کنندہ نے استدعا کی کہ انٹرلوکیوٹری آرڈر سے پیدا ہونے والی کوئی اپیل قابل سماعت نہیں ہے۔

(8) جموں وکشمیر اور لداخ کی عدالت عالیہ نے مورخہ 11-10-2021 کے اپنے حکم نامے کے ذریعے یہ مشاہدہ کرتے ہوئے اپیل کی اجازت دی کہ یواے پی اے کی دفعہ 17 اور دفعہ 44 کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ لجسلیچر سی آر پی سی کی دفعہ (6) 173 کے تحت فراہم کردہ عمومی تحفظات کے وجود سے پوری طرح واقف تھی، اور مذکورہ دفعات میں مذکورہ اضافی تحفظات دینے کے لئے مناسب پایا۔عدالت عالیہ نے جواب دہندگان کے حق میں رائے دیتے ہوئے کہا کہ ٹرائل کورٹ نے محفوظ گواہوں کی درخواست کی اجازت دی ہے اور ان کے بیانات کو سیل بند لفافے میں رکھنے کی ہدایت دی ہے، ردشدہ بیانات کی کاپی کی اجازت دینا اپنے ہی احکامات پر نظر ثانی کے مترادف ہوگا جو جائز نہیں تھا اور ایسا کرنے سے محفوظ گواہوں کو خطرے سے دوچار کرے گا۔

قانونی نظریہ:

(9) تنازعہ کو حل کرنے کے لئے ہم سب سے پہلے قانونی طریقہ کار کو بیان کریں گے۔

(10) ٹرائل کورٹ نے ابتداء میں سی آر پی سی کی دفعہ (6) 173 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کیا تھا جو دفعہ ''پولیس کو معلومات اور تفتیش کرنے کے اختیارات'' سے متعلق ہے۔دفعہ 173 سے مراد ''تفتیش مکمل ہونے پر پولیس افسر کی رپورٹ'' ہے۔سی آر پی سی کی دفعہ 173 کی اہم پروویزن حسب ذیل ہے۔

''173۔تفتیش مکمل ہونے پر پولیس افسر کی رپورٹ:

(1)اس باب کے تحت ہر تحقیقات غیر ضروری تاخیر کے بغیر مکمل کی جائے گی۔

☆☆☆

(6)اگر پولیس افسر کی رائے ہے کہ ایسے کسی بیان کا کوئی حصہ کارروائی کے موضوع سے متعلق نہیں ہے یا ملزم کے سامنے اس کا انکشاف ضروری نہیں ہے اور عوامی مفاد میں ناگزیر ہے، تو وہ بیان کے اس حصے کی نشاندہی کرے گا اور مجسٹریٹ سے اس حصے کو ملزم کو فراہم کی جانے والی کاپیوں سے خارج کرنے کی درخواست کرے گا اور اس طرح کی درخواست کرنے کی اپنی وجوہات لکھ کر ظاہر کرے گا۔''

(11) ٹرائل کے معمول/ عام ٹرائل کے دوران، استغاثہ کے تمام گواہوں کے بیانات کو ملزم کو ظاہر کرنا ہوتا ہے، لیکن دفعہ (6)173 مذکورہ شق سے مستثنیٰ ہے۔یہ دو صورتوں میں لاگوں ہوتا ہے، مثلاً:

(a) یہ کہ بیان تفتیش/ کارروائی کے موضوع سے متعلق نہیں ہے۔

(b) اور دوسرا یہ کہ ملزم کے سامنے اس کا انکشاف انصاف کے مفاد میں یا عوامی مفاد میں ضروری نہیں ہے۔اس میں مزید یہ کہا گیا ہے کہ بیان کا ایسا حصہ ایک نوٹ میں شامل کیا جائے جس میں مجسٹریٹ سے درخواست کی جائے کہ وہ ملزم کو دی جانے والی بیانات کی ''کاپیوں میں سے اس حصے کو' خارج کردے اور اس طرح کی درخواست کرنے کی وجوہات لکھ کر ظاہر کرے۔

(12) دائر کردہ درخواست کا جائزہ لینے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تفتیش افسر کی طرف سے بیان کردہ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ ایک ہائی پروفائل کیس تھا اور کچھ خوفناک دہشت گرد تنظیموں کا حصہ ہونے کے علاوہ عوام اور میڈیا کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائے گا۔اور اس وجہ سے ایسے گواہوں کی جان و مال کے لئے ایک خطرہ سمجھا جاتا تھا،اس لئے انصاف کے مفاد کے ساتھ ساتھ ان گواہوں کے مفاد میں بھی انہیں تحفظ یافتہ گواہ قرار دیا جانا ضروری تھا۔اس لئے یو اے پی اے کی دفعہ 44 کے مطابق ان گواہوں کے بیانات کی نقول کو ملزمین کو فراہم کی جانے والی کاپیوں سے خارج کر دیا جانا چاہئے اور انہیں بند سیل کور میں رکھا جانا چاہئے۔

(13) اب ہم دوسری دفعہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، جو کہ یو اے پی اے کی دفعہ 44 ہے، جو ''گواہوں کے تحفظ' سے متعلق ہے اور مندرجہ ذیل پڑھی جاتی ہے:

44۔گواہوں کا تحفظ:

(1) ضابطہ میں کسی بھی چیز کے موجود ہونے کے باوجود، اس ایکٹ کے تحت کارروائی کرنی مطلوب ہے تو وہ وجوہات تحریری طور پر ظاہر کرکے اگر عدالت کو سہی لگے تو وہ کارروائی کیمرے میں قید کی جاسکتی ہے۔

(2) اگر کسی گواہ کی طرف سے عدالت کے سامنے کسی کارروائی میں یا سرکاری وکیل کی طرف سے ایسے گواہ کے سلسلے میں یا خود اپنی تحریک پر اسی دی گئی درخواست پر اس بات سے مطمئن ہو کہ ایسے گواہ کی جان کو خطرہ ہے، تو وہ عدالت ان وجوہات کی بناء پر تحریری طور پر ریکارڈ کر کے ایسے اقدامات کرے جو کہ ایسے گواہ کی شناخت اور پتہ کو خفیہ رکھنے کے لئے مناسب سمجھے۔

(3) خاص طور پر، اور ذیلی دفعہ (2) کی عمومیت کے ساتھ تعصب کے بغیر، عدالت جو اقدامات اس ذیلی دفعہ کے تحت لے سکتی ہے ان اقدامات میں:۔

(a) عدالت کے ذریعے فیصلہ کرنے والی جگہ پر کارروائی کا انعقاد،

(b) کسی بھی حکم نامہ میں یا متعلقہ کیس کے کسی بھی ریکارڈ میں جو عوام کو مل سکے، اسے حکم نامہ میں یا ریکارڈ میں

گواہ کا نام اور پتہ ظاہر کرنے سے گریز کرے۔

(c) اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کسی بھی ہدایت کا جاری کرنا کہ گواہ کی شناخت اور پتہ ظاہر نہ کیا جائے۔

(d) ایک یہ بھی فیصلہ دینا چاہے جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ یہ عوامی بھلائی کے لئے دیا جا رہا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ ایسی عدالت کے سامنے زیر التواء تمام یا کسی بھی کاروائی کو کسی بھی طرح سے شائع نہیں کیا جائے گا۔

(4) کوئی بھی شخص، جو ذیلی دفعہ (3) کے تحت جاری کردہ کسی فیصلے یا ہدایت کی خلاف ورزی کرتا ہے، اسے قید کی سزا دی جائے گی جس کی مدت تین سال تک ہو سکتی ہے، اور جرمانے کے بھی ذمہ دار ہوں گے۔

(14) یو اے پی اے کی دفعہ 44 کی ذیلی دفعہ (2) کے لحاظ سے، اگر سرکاری وکیل ایسے گواہ کے سلسلے میں مذکورہ بالا درخواست کرتا ہے، تو اگر عدالت اُس درخواست پر مطمئن ہو جائے کہ ایسے گواہ کی جان کو خطرہ ہے، تو وہ ان وجوہات کو تحریری طور پر درج کر کے ایسے اقدامات کریں جو کہ ''ایسے گواہ کی شناخت اور پتہ خفیہ'' رکھنے کے لئے مناسب سمجھے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا پورا مقصد یہ ہے کہ اگر گواہ کی گواہی سے اس کا مقام اور شناخت معلوم ہو جائے تو گواہی کا وہ حصہ حوالے نہ کیا جائے۔ ہم اس کا مشاہدہ ملزم کی جانب سے ٹرائل کورٹ کے سامنے کی گئی درخواست کے تناظر میں کر رہے ہیں، جہاں اس نے صرف محفوظ گواہوں کے بیانات کی اصلاح طلب کی تھی۔ ہم بیک وقت یہ بھی نوٹ کر سکتے ہیں کہ 11-09-2021 کے ٹرائل کورٹ کے حکم نے ایک واضح ہدایت کے ساتھ اس بات کی اجازت دی تھی کہ دستاویزات کو ان کے بیانات میں شناخت (محفوظ گواہوں کا نام اور پتہ) اور متعلقہ پیرا کو جس میں ان کے بیانات کو ظاہر کیا گیا تھا اور جس میں اُن کے پیشہ اور شناخت کو ظاہر کیا گیا تھا، ان کو مٹانے کے بعد فراہم کیا جائے۔ اس طرح یہ بات اب اسپیشل پبلک پراسیکیوٹر پر چھوڑ دی گئی کہ وہ اس چیز کو ظاہر کرے کہ ان کے بیان میں متعلقہ پیرائے کے طور پر کیا کیا جائے گا جس سے ان گواہوں کے نام اور پتے کی ترمیم کے علاوہ ان کے پیشہ اور شناخت کو ظاہر کیا جائے گا۔

(15) ہم یہ بھی نوٹ کر سکتے ہیں کہ این آئی اے ایکٹ کی دفعہ 17 متذکرہ بالا پروویژن کے ساتھ ملتی جلتی ہے/ ایک جیسی ہے۔

(16) سی آر پی سی کی دفعہ 161 ''پولیس کے ذریعہ گواہوں کی جانچ'' سے متعلق ہے جبکہ سی آر پی سی کی دفعہ 207 ''ملزم کو پولیس رپورٹ کی کاپی اور دیگر دستاویزات کی فراہمی'' کے پہلو سے متعلق ہے۔ یہ دفعہ باب XVI میں آتی ہے جو ''مجسٹریٹس کے سامنے کاروائی کے آغاز'' سے متعلق ہے اور حسب ذیل ہے:

''207۔ملزمان کو پولیس رپورٹ اور دیگر دستاویزات کی کاپی فراہم کرنا:

جب کسی پولیس رپورٹ پر کوئی کاروائی شروع کی گئی ہو، تو مجسٹریٹ کسی بھی صورت میں بلا تاخیر ملزم کو، درج ذیل دستاویزات میں سے ہر ایک کی ایک کاپی مفت فراہم کرے گا وہ دستاویزات حسب ذیل ہیں:

(i) پولیس رپورٹ

(ii) دفعہ 154 کے تحت ریکارڈ کی گئی ایف، آئی، آر۔

(iii) ان تمام افراد کے بیانات، جو بیانات دفعہ 161 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت ریکارڈ کئے گئے ہوں جن کو استغاثہ اپنے گواہوں کے طور پر جانچنے کی تجویز کرتا ہے، اس میں کسی بھی حصے کو چھوڑ کر جس کے حوالے سے پولیس آفیسر کی طرف سے دفعہ 173 کی ذیلی دفعہ (6) کے تحت خارج کرنے کی درخواست کی گئی ہو۔

(iv) دفعہ 164 کے تحت ریکارڈ کئے گئے اعترافات اور بیانات، اگر کوئی ہیں۔

(v) دفعہ 173 کی ذیلی دفعہ (5) کے تحت پولیس رپورٹ کے ساتھ مجسٹریٹ کو بھیجی گئی کوئی دوسری دستاویز یا متعلقہ اقتباس:

بشرطیکہ مجسٹریٹ، بیان کے ایسے کسی حصے کو دیکھنے کے بعد جس کا حوالہ شق (iii) میں دیا گیا ہے اور پولیس آفیسر کی طرف سے درخواست کے لئے دی گئی وجوہات پر غور کرنے کے بعد یہ حکم دے کہ بیان کے اس حصے یا اس کے ایسے حصے کی ایک نقل جو کہ مجسٹریٹ مناسب سمجھے، ملزم کو فراہم کی جائے گی۔

مزید شرط یہ ہے کہ اگر مجسٹریٹ اس بات سے مطمئن ہے کہ شق (v) میں حوالہ دیا گیا کوئی بھی دستاویز بھاری ہے تو وہ ملزم کو اس کی کاپی فراہم کرنے کے بجائے، ہدایت کرے گا کہ اُسے صرف ذاتی طور پر یا عدالت میں وکیل کے ذریعے معائینہ کرنے کی اجازت ہوگی۔''

(17) مذکورہ بالا شق کو پڑھنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ کو''گا'' کا لفظ استعمال کرتے ہوئے بغیر کسی تاخیر کے اُن بیانات کی نقل جو بیانات دفعہ 161 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت درج کئے گئے ہوں اُن کی نقول پیش کرنے کا حکم دیتا ہے۔ تاہم، پہلی شرط میں ایک استثنٰی ہے کہ مجسٹریٹ، شق (iii) کے تحت اس درخواست پر غور کرنے کے بعد جو درخواست پولیس آفیسر سے دائر کیگئی ہے یہ حکم دے سکتا ہے کہ براہ

راست بیان کے اُس حصے یا اس بیان کے ایسے حصے کی ایک نقل جو مجسٹریٹ مناسب سمجھے، ملزم کو فراہم کرنے کا حکم دے گا۔

حریف تنازعات:

(18) اپیل کنندہ کے وکیل نے استدلال کیا کہ ملزم کو سی آر پی سی کی دفعہ 161 اور 207 کے مطابق مقدمے کے دوران گواہ کا سامنا کرنے کے لئے گواہوں کے بیانات کی کاپی حاصل کرنے کا قانونی حق حاصل ہے اور اس عدالت کے محمد حسین بنام سرکار (جی این سی ٹی ڈی) کے فیصلے پر بھروسہ دیکھایا ہے۔ اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ ملزم کو مذکورہ دفعات کے تحت گواہوں کے بیانات کی کاپیاں حاصل کرنے کا حق حاصل ہے تاکہ موثر دفاع کیا جا سکے۔ مزید سدھارتھ وششت @ منوہر شرما (این سی ٹی آف دہلی) میں یہ رائے دی گئی کہ عدالت میں جمع کرائے گئے دستاویزات اور بیانات وصول کرنے کا ملزم کا حق مطلق ہے اور اس کی پابندی ہونی چاہئے۔ اسے صاف شفاف مقدمے کی سماعت میں ایک صاف شفاف انکشاف کی ضرورت کے لئے ایک حصے کے طور پر سمجھا جاتا تھا۔ زاہد شیخ بنام ریاست گجرات میں، اس عدالت نے اسی طرح کے خیالات کا اظہار اس نتیجے پر کیا کہ سیشن کورٹ کا فرض ہے کہ وہ سی آر پی سی کی دفعہ 207 اور دفعہ 208 کے تحت چارج شیٹ کی کاپیاں اور استغاثہ کے ذریعہ انحصار کردہ تمام دستاویزات فراہم کرے اور اس چیز کو محض ایک خالی رسم نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔

(19) اپیل کنندہ کے وکیل نے اس عدالت سے توازن برقرار رکھنے کی درخواست کی، تاکہ ایسے معاملات میں منصفانہ ٹرائل پر سمجھوتہ نہ کیا جا سکے جہاں خصوصی قوانین گواہوں کی شناخت کو چھپانے کا تقاضا کرتے ہیں۔ اپیل کنندہ کے وکیل نے ٹرائل کورٹ کی ہدایت کو انتہائی معقول قرار دینے کی کوشش کی اور کہا کہ اس میں ٹرائل کورٹ نے خود ایس ایس پی پر چھوڑ دیا کہ وہ مناسب معلومات کو دوبارہ ترتیب دے تاکہ گواہوں اور ان کی شناخت کی حفاظت کی جا سکے۔

(20) ٹرائل کورٹ کی طرف سے نظر ثانی کی طاقت کے استعمال کے پہلو پر، جو اس کے دائرہ اختیار میں نہیں تھا، اس پر زور دیا گیا تھا کہ کچھ گواہوں کو بطور محفوظ گواہ نامزد کرنے کی پہلی ہدایت ملزم سے گواہوں کے بیانات کی فراہمی کا حق چھین نہیں سکتی تھی بلکہ اس کا مقصد صرف گواہوں کی حفاظت کرنا تھا نہ کہ پورے بیان کو سی آر پی سی دفعہ 207 کے دائرے سے باہر نکالنا تھا۔ دوسرا حکم جو مورخہ 11-09-2021 کو دیا گیا تھا وہ حکم دینا سی آر پی سی کی دفعہ 207 کے مینڈیٹ کو پورا کرنا تھا، جو اس سلسلے میں اُٹھائے جانے والے احتیاطی تدابیر سے مشروط ہے۔

(21) آخر میں یہ استدعا کی گئی کہ این آئی اے ایکٹ کی دفعہ 21 کے تحت عدالت عالیہ کے سامنے انٹرلا کیوٹری آرڈرز کے خلاف اپیل کی پابندی ہے اور کوئی اپیل قابل سماعت نہیں ہے جو کہ استغاثہ اور دفاع پر یکساں طور پر لاگو ہوگی۔ بحث کو داد دینے کے لئے یا اس کی تعریف کرنے کے لئے ہم این آئی اے ایکٹ کی دفعہ (1) 21 کو دوبارہ پیش کر رہے ہیں جو دفعہ انٹرلا کیوٹری اور آرڈرز کو رعایت فراہم کرتی ہے اور حسب ذیل ہے:

"21 اپیلیں:

(1) ضابطہ میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود، ایک، ایک اپیل کسی بھی فیصلے، سزا یا حکم کے خلاف جو سزا، حکم یا فیصلہ ایک عدات نے سنایا ہو اس کے خلاف عدالت عالیہ میں کی جا سکتی ہے، لیکن وہ حکم، فیصلہ یا سزا ایک خصوصی عدالت نے انٹرلا کیوٹری آرڈر کے طور پر نہ سنایا گیا ہو۔"

(22) دلچسپ بات یہ ہے کہ کیرالہ ہائی کورٹ کی ایک ڈویژن بنچ نے ڈی۔ سو بیر ٹی۔ پی وغیرہ بنام یونین آف انڈیا نے بھی ملزموں کو ایک جیسی شرائط دے کر اس مسئلے پر ایسی ہی رائے دی ہے جیسا کہ ٹرایل کورٹ نے اپنے حکم مورخہ 2021-09-11 میں دی ہے۔ تاہم، بیان کے کچھ حصوں کو دوبارہ ترتیب پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس طریقہ کار کے تحت اس عدالت کا کوئی بھی فیصلہ ہماری نوٹس میں نہیں لایا۔

(23) دوسری طرف مدعا علیہ کے وکیل نے اس بنیاد پر اپیل کی مزاحمت کی کہ ٹرائل کورٹ کے پاس نظر ثانی کا اختیار دستیاب نہیں تھا۔ (اتل شُکلا بنام ریاست ایم پی وغیرہ) اس پر زور دیا گیا کہ اپیل کنندہ کے خلاف لگائے گئے الزامات کے پیش نظر، مفاد عامہ میں یہ مناسب ہے کہ بعض حقائق کو افشاء سے خارج کر دیا جائے کیونکہ گواہوں اور ان کے اہل خانہ کی جان و سلامتی کو خطرہ لاحق ہے۔

نتیجہ:

(24) مذکورہ قانونی پوزیشن اور مسئلے کے تعین کے لئے درکار حقائق کی محدود شکل کے تناظر میں ہمارا خیال ہے کہ سی آر پی سی کی دفعہ (6) 173 کی پرویزن ریڈ وید یو اے پی اے کی دفعہ 44 اور این آئی اے ایکٹ کی دفعہ 17 سی آر پی سی کی دفعہ 207 کے مقابلے میں ایک مختلف قانونی مضمرات کے جہاز پر کھڑی ہیں یعنی ان سے مختلف ہیں۔ ہم ایسا اس لئے کہہ رہے ہیں کیونکہ پہلا حکم دہلیز پر گزر گیا تھا۔ ملزم کو کوئی نوٹس نہیں دیا گیا۔ یو اے پی اے کی دفعہ 44، این آئی اے ایکٹ کی دفعہ 17 اور دفعہ (6) 173 کا مقصد گواہوں کی حفاظت کرنا ہے۔ وہ ایک قانونی گواہ کے تحفظ کی نوعیت میں ہیں۔ جب عدالت اس بات پر مطمئن ہے کہ گواہ کا پتہ اور نام ظاہر کرنے سے

اہل خانہ اور گواہ کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے تو اس صورت میں ایسا حکم دیا جاسکتا ہے۔ وہ خصوصی ضابطے کے تحت جرائم کے لئے بنائے گئے خصوصی دفعات کے تناظر میں بھی ہیں۔ مورخہ 01-06-2021 کو حکم جاری کرتے ہوئے ان تحفظات کا ٹرائل کورٹ کے ساتھ وزن تھا اور یہاں تک کہ اپیل کنندہ کو بھی اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(25) سی آر پی سی کی دفعہ 207 کے تحت اپیل کنندہ/ملزم کے اندر آنے اور اصلاح شدہ بیانات طلب کرنے کا موقع اس وقت پیدا ہوا جب مقدمے کی سماعت شروع ہونے والی تھی اور اپیل کنندہ کا خیال تھا کہ مناسب دفاع کی درخواست کرنے کے لئے مکمل انکشاف ہونا چاہیئے جس میں ترمیم شدہ حصہ کو کم کیا جائے تاکہ ان گواہوں کی شہادتوں کو ان کی شناخت یا ان کی رہائش گاہ ظاہر کئے بغیر استعمال کیا جاسکے۔ یہ ہماری نظر میں نظر ثانی کی طاقت کا استعمال نہیں ہے بلکہ دو مختلف دفعات کے تحت کاروائی کے دو مختلف مراحل میں اختیارات کا استعمال ہے۔ استغاثہ کی یہ استدعا ہے کہ یہ ایک نظر ثانی کی پاور ہے جس کو ایک غلط جگہ میں استعمال کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نظر ثانی کا اختیار ٹرائل کورٹ کے پاس دستیاب نہیں ہے اور سوال یہ تھا کہ کیا دو الگ الگ ضابطوں کے تحت 01-06-2021 اور 11-09-2021 کے احکامات کے تحت ٹرائل کورٹ کے اختیار کے استعمال کو بعد کے حکم میں نظر ثانی کا اختیار کہا جاسکتا ہے تو اس کا جواب واضح طور پر نفی میں ہے۔

(26) ہم ایک اور پہلو کو بھی نوٹ کر سکتے جس سے عیاں ہوتا ہے کہ کسی انٹرلوکیوٹری آرڈر کے خلاف کوئی اپیل نہ ہو۔ اس پہلو کو کسی نہ کسی طرح ہائی کورٹ نے نہیں نپٹایا ہے۔ کیونکہ اس نے رائے دی کہ دوسرا حکم پہلے حکم پر نظر ثانی کے مترادف ہے۔ اپیل کنندہ نے 01-06-2021 کے حکم کو چیلنج نہیں کیا تھا اور ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ اسی طرح مؤخر الذکر حکم/ دوسرے حکم کو جواب دہندگان کے ذریعے اپیل میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا تھا، جو کہ این آئی اے ایکٹ کی دفعہ (1) 21 کے ضابطوں کے پیش نظر ایک مداخلتی حکم کی نوعیت میں تھا۔

(27) یہ کہہ کر، ہم 11-09-2021 کے ٹرائل کورٹ کے جاری کردہ حکم کی طرف بھی آتے ہیں جس میں محتاط الفاظ میں کہا گیا ہے۔ حکم نامہ میں نہ صرف گواہوں کے پتے اور تفصیلات کو رد کرنے کی اجازت دی گئی ہے جو ان کی شناخت ظاہر کر سکتے ہیں بلکہ مزید مشاہدہ کیا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا بیان میں کہا گیا ہے کہ بیان میں موجود دیگر متعلقہ پیراز جو ان کے پیشہ اور شناخت کو ظاہر کریں گے، کو بھی رد کیا جاسکتا ہے اور یہ سب چیزیں رکھنے کے لئے اسپیشل پبلک پراسیکیوٹر کو ایک وسیع صوابدید دیا گیا ہے۔ اس طرح اس سلسلے میں استغاثہ کی طرف سے شاید ہی

کوئی شکایت درج کی گئی ہو۔ مدعا علیہ کے وکیل کی طرف سے کئے گئے سوال پر کہ یہ حکم کس طرح کسی بھی صورت میں تعصب کا باعث بن سکتا ہے یا گواہوں یا اُن کے اہل خانہ کی شناخت ظاہر کرنے کا رجحان رکھتا ہے جس سے انہیں نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے، واقعی اس سوال کا کوئی جواب نہیں ملا۔ ہمارا ماننا ہے کہ 11-09-2021 کا حکم گواہوں کی حفاظت کرتے ہوئے استغاثہ اور دماغ کے لئے منصفانہ اور معقول ہے اور سی آر پی سی کی دفعہ 207 کے تحت گواہی کے ترمیم شدہ حصے کے انکشاف کے ساتھ منصفانہ مقدمے کی دفاع سے محروم نہیں ہے۔

(28) مذکورہ بالا کا نتیجہ یہ ہے کہ عدالت عالیہ کا مورخہ 11-10-2021 کا کالعدم فیصلہ مسترد کیا جاتا ہے اور ٹرائل کورٹ کا مورخہ 11-09-2021 کا کالعدم حکم بحال کر دیا گیا ہے۔

(29) اپیل کو اجازت دی جاتی ہے اور فریقین کو اپنے اخراجات خود برداشت کرنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

نئی دہلی

25/فروری 2022

ج

[سنجے کشن کول]

ج

[ایم ایم سُندرش]